فرضی قصے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

پندرہ روزہ

روضۃ الاطفال

لاہور پاکستان

154 11 اکتوبر 2013ء 4 ذوالحجہ 1434ھ

قربانی کا پیغام

قیمت 5 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمانِ الٰہی

''اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرے تو کہہ دیتا ہے ''ہو'' پس وہ ہو جاتی ہے۔ سو وہ خدا جس کے قبضۂ قدرت میں تمام کائنات کی بادشاہت ہے وہ پاک ہے اور اس کی طرف تمام لوٹائے جاؤ گے۔''

(یٰس 83,82)

(انتخاب: میمونہ عظمت، ساویہ۔ جہلم)

حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے میرے رب! آپ کے بندوں میں سے آپ کے نزدیک زیادہ عزت والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ بندہ جو بدلہ لے سکتا ہے اور پھر معاف کر دیتا ہے۔'' (بیہقی)

(محمد حسن طلال، محمد احمد۔ چیچہ وطنی)

پہلی بات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گلستان روضہ کے مہکتے پھولو......!

امید ہے کہ آپ ایمان وصحت کی بہترین حالت میں ہوں گے۔ قربانی کی عید قریب ہے اور بکرے کے خوب نخرے بھی اٹھائے جا رہے ہوں گے۔ عید کے دن کی تیاریاں زور وشور سے جاری ہیں اور بہت سے منصوبے بھی آپ نے بنا لیے ہوں گے۔ لیکن آپ نے اپنی عید کے تمام منصوبے بنانے سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث کو یاد کرنا ہے کہ:

''مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں، اگر اس کے کسی ایک حصے کو بھی تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم درد محسوس کرتا ہے۔''

آج ہمارے مسلمان بھائی مشکل میں ہیں۔ جی! آپ درست سمجھے ہیں۔ بلوچستان کے زلزلہ متاثرین کی بات ہو رہی ہے۔ آپ نے ان کی مدد کرنی ہے۔ مدد اس انداز سے کرنی ہے کہ آپ نے اپنی اور اپنے دوستوں کی عیدی فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کو جمع کروانی ہے، اس کے ساتھ ساتھ آپ نے قربانی کی کھالیں بھی جمع کروانی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ قربانی کی کھالیں جمع کروائیں تا کہ بلوچستان کے زلزلہ متاثرین کی زیادہ سے زیادہ مدد کی جا سکے۔

اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔ آمین

والسلام

ربنا

بھوک اور خیانت سے اللہ کی پناہ دعا

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ۔

(ابوداؤد:1383، صحیح الجامع:1294)

''اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، بھوک سے کیونکہ یہ بہت ہی بری ساتھی ہے اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، خیانت سے کیونکہ یہ بہت ہی بری رازدان ہے۔''

(عائشہ صدیقہ۔ لوڑھکی)

ایڈیٹر: عبدالرحمٰن

خط وکتابت کیلئے: پی او بکس نمبر 102 جی پی او لاہور / ای میل: rozah100@yahoo.com آفس: 0313-5967575

انوکھا امتحان

ابرار اور ذیشان سکول کا کام ختم کرنے کے بعد اپنے دادا کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ جو اس وقت احادیث پر مشتمل کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔

ابرار نے بیٹھتے ہی کہا دادا جان! کوئی کہانی سنائیں۔ دادا جان بولے' پیارے بچو! جھوٹے قصے اور کہانیاں سننا اور پڑھنا فضول کام ہے۔ اس لیے اس کام میں وقت ضائع کرنے کی بجائے آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال پڑھیں۔ حدیث کی کتابیں پڑھا کریں' جس سے آپ کی دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں۔

اتنے میں ابرار بولا: تو پھر دادا جان آج ہمیں کوئی اچھی بات ہی بتا دیں۔ دادا جان بولے کہ ابھی تمہارے آنے سے پہلے حدیث کی کتاب میں بنی اسرائیل کے تین آدمیوں کے متعلق پڑھ رہا تھا کہ بنی اسرائیل کے تین آدمی تھے۔ ان میں سے ایک گنجا' دوسرا نابینا اور تیسرا کوڑھی تھا۔

آپ سمجھ رہے ہوں گے کہ کوڑھی کیا ہے؟ کوڑھی ایک بہت سخت تکلیف دہ بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بیماری سے محفوظ فرمائے اور جب بھی آپ کسی کو تکلیف میں دیکھیں تو یہ دعا پڑھا کریں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا. (ترمذی)

یہ دعا پڑھنا نبی ﷺ کی سنت ہے۔

ان تینوں کے پاس باری باری اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک فرشتہ آیا اور ان سے ان کی خواہش کے متعلق پوچھا۔ پہلے وہ گنجے شخص کے پاس آیا اور پوچھا کہ تیری کیا خواہش ہے؟ میں دعا کروں گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے تیری خواہش پوری ہوگی۔

وہ بولا میرے سر کے بال آ جائیں۔ تا کہ لوگ مجھ سے نفرت نہ کریں۔ فرشتے نے اس شخص کے لیے دعا کی تو اس کے بال اللہ تعالیٰ کے حکم سے آ گئے۔ فرشتے نے اسے ایک اونٹنی دی' وہ خوش وخرم زندگی گزارنے لگا۔

پھر فرشتہ اس شخص کے پاس گیا جو نابینا تھا' اس سے بھی فرشتے اس کی خواہش کے متعلق پوچھا: اندھے شخص نے کہا کہ میری آنکھیں نہیں ہیں' جس کی وجہ سے میں دنیا کی تمام نعمتیں دیکھنے سے محروم ہوں۔ آپ دعا کیجیے کہ میری بینائی لوٹ آئے' تاکہ میں دنیا کی خوبصورتی دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اس کے لیے دعا کی تو اس کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے نے اسے بکری دی اور چلا گیا۔

پھر تیسرے شخص کے پاس گیا جو نہایت غریب تھا۔ اس سے اس کی خواہش پوچھی تو اس نے کہا میرے لیے دعا کریں کہ میرا جسم ٹھیک ہو جائے۔ فرشتے نے اس کے لیے دعا کی تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ٹھیک ہو گیا۔ فرشتے نے اسے گائے دی اور چلا گیا۔

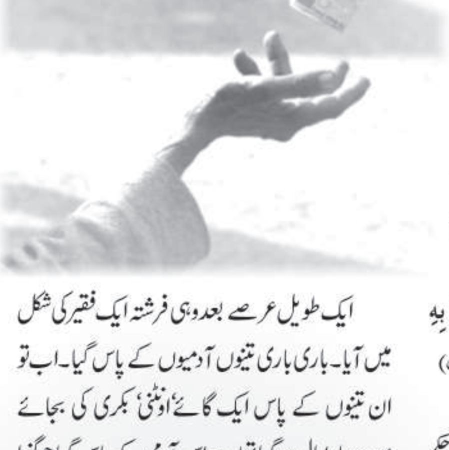

ایک طویل عرصے بعد وہی فرشتہ ایک فقیر کی شکل میں آیا۔ باری باری تینوں آدمیوں کے پاس گیا۔ اب تو ان تینوں کے پاس ایک گائے' اونٹنی' بکری کی بجائے بہت سارا مال ہو گیا تھا۔ وہ اس آدمی کے پاس گیا جو گنجا تھا لیکن پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ٹھیک ہو گیا تھا۔

فرشتے نے اسے کہا تمہارے سر کے بال نہیں تھے' اللہ نے تجھ پر رحم کیا اور تو ٹھیک ہو گیا۔ اب اللہ نے تجھے جو مال دیا ہے۔ اس میں سے اللہ کے لیے مجھے کچھ دو۔ تو اس نے کہا: میں نے یہ سارا مال اپنی محنت سے کمایا ہے۔ اس میں سے اللہ کا حصہ کہاں سے آ گیا؟ یہ بھی ان بدبختوں میں سے تھا جو زکوٰۃ نہیں دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ. (ابراھیم: 7)

''تم شکر ادا کرو میں تمہیں مزید عطا کروں گا۔''

یعنی اللہ کا حصہ نکالنے سے مال کم نہیں ہو جاتا۔ زکوٰۃ نکالنے سے اللہ تعالیٰ مال میں اضافہ کر دیتا ہے۔

اسی طرح وہ فرشتہ اس آدمی کے پاس گیا جو کوڑھی کے مرض میں مبتلا تھا لیکن اللہ کے حکم سے ٹھیک ہو گیا تھا اور اس سے بھی اللہ کے لئے کچھ حصہ طلب کیا تو اس نے بھی یہی جواب دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو پہلے جیسا بنا دیا۔ پھر فرشتہ تیسرے آدمی نابینے کے پاس گیا جو اب خوشحال ہو چکا تھا۔ فرشتے نے اسے یاد دلایا کہ وہ تنگ دست تھا' اللہ نے اسے خوشحال کر دیا۔ اس سے کہا' پس اب تو اپنے مال سے اللہ کا حصہ دے تو اس نے جواب دیا' یہ سب کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے اور تم اس میں سے جتنا چاہو لے جاؤ۔ اس کے اس جواب سے اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو گیا۔ فرشتہ جو فقیر کے روپ میں تھا' اس نے اس سے کہا میں تو اللہ کی طرف سے تیری آزمائش کے لیے آیا تھا اور اس آزمائش میں تو کامیاب ہو گیا اور تیرے دونوں ساتھی ناکام ہو گئے۔

اپنے مال کو پاکیزہ کرنے کے لیے زکوٰۃ لازمی ہے۔ یہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ اسی لیے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ بھی بڑھ چڑھ کر صدقہ ادا کیا کریں۔ صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہو جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ صدقہ دینے والے کے مال میں اضافہ کر دیتا ہے۔ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصے سے بچاتا ہے۔

اللہ کے حصے کا مطلب یہ ہے کہ سب چیزیں اللہ ہی کی دی ہوئی ہیں۔ پس ان میں سے ہر چیز جو اللہ کے نام پر خرچ کی جائے وہ اللہ کا حصہ ہے۔

ذیشان اور ابرار نے جب یہ باتیں سنیں تو بولے کہ دادا جان پھر تو ہم بھی اپنی جیب میں سے جو فضول قسم کی کہانیاں خریدنے پر خرچ کرتے ہیں' اسے بچا کر رکھیں گے اور ہر مہینے اللہ کا حصہ دیا کریں گے۔

دادا جان بولے شاباش بچو! اگر سب بچے تمہاری طرح سوچنے لگ جائیں تو سب غریبوں کی مدد ہو گی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھی ہم سے راضی ہو گا۔

حافظ محمد حبیب الرحمٰن' محمد رضا بیگ۔ فیصل آباد

سچائی کا انعام

محمد بن ابی طاہر سے منقول ہے کہ بصرہ میں ایک چور تھا جو رات کو چوری کیا کرتا تھا۔ وہ نہایت چالاک اور چوروں کا سردار تھا۔ اس کو ''عباس بن الخیاط'' کہا جاتا تھا۔ یہ بڑے بڑے امیروں پر بھی غالب تھا۔ اس نے اہل شہر کو پریشان کر رکھا تھا۔ سب اس کو پکڑنے کے حیلوں میں لگے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ ہاتھ آ گیا اور ایک سو رطل (سو من) لوہے کی بیڑیوں میں جکڑ کر قید میں ڈال دیا گیا۔ جب کہ اس کی قید کو ایک سال یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا تو ''ابلہ'' میں کچھ لوگوں نے ایک تاجر کو لوٹا جس کے پاس دسیوں ہزار دیناروں کے جواہر تھے اور وہ بہت ہوشیار اور تیز فہم تھا تو وہ بصرہ میں فریاد لے کر آیا۔

بہت سے تاجر اس کی مدد کے لیے کھڑے ہو گئے اور امیر سے اس نے کہا:

''میرے جواہر آپ کی سازش سے گئے اور میرا دشمن آپ کے سوا اور کوئی نہیں۔''

حاکم وقت پر یہ ایک سخت الزام تھا۔ اس نے شہر کے نگرانوں کو بلایا اور سختی سے اس معاملے کے مجرم کو سامنے لانے کو کہا۔ انہوں نے حاکم وقت سے کچھ دنوں کی مہلت طلب کی۔ حاکم نے مہلت دے دی' ان لوگوں نے بہت چھان بین اور کوشش کی مگر بالکل نہ پتہ چلا سکے کہ یہ کس کی حرکت ہے۔ پھر حاکم نے ان کو پر سختی کی تو پھر انہوں نے دوبارہ مہلت طلب کی۔

ان نگہبانوں میں سے ایک شخص نے قید خانہ میں پہنچ کر ''ابن الخیاط'' کی خدمت شروع کر دی اور تقریباً ایک ماہ اس کی خدمت میں لگا رہا اور اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتا رہا تو ''ابن الخیاط'' نے اس سے کہا تیرا حق مجھ پر واجب ہو گیا' مجھے بتا تیری حاجت کیا ہے؟ تو اس نے کہا: ''فلاں شخص کے جواہر جو ''ابلہ'' میں چوری ہوئے ہیں' ضرور آپ کو ان کے بارے میں کچھ خبر ہو گی'' یہ سمجھ لیجیے کہ ہماری جانیں اس میں گروی رکھی ہوئی ہیں اور اس کو تمام قصہ سنایا۔ یہ سن کر اس نے اپنا دامن اٹھایا تو وہ جواہر کا ڈبہ اس کے نیچے تھا' وہ اس نے نگہبان کے سپرد کر دیا اور کہا: یہ میں تجھے ہبہ کرتا ہوں۔ اس نے اس کو بہت بڑا معاملہ سمجھا اور اس ڈبہ کو لے کر امیر کے پاس آیا۔ اس نے اس کا قصہ دریافت کیا تو اس نے سب حال بیان کر دیا۔

امیر نے حکم دیا کہ عباس (یعنی ابن الخیاط) کو میرے پاس لاؤ اور اس نے حکم دیا کہ اس پر تمام سختی اٹھا لی جائے اور بیڑیاں کاٹ دی جائیں اور حمام میں داخل کیا جائے اور خلعت پہنائی جائے اور (پھر جب اس کو بادشاہ کے پاس لایا گیا تو اس نے) اس کو اپنے برابر بٹھایا' بہت عزت کے ساتھ کھانا منگوا کر اپنے ساتھ کھلایا اور رات کو بھی اپنے پاس ہی رکھا۔ اگلے دن اس سے کہا کہ:

''میں یہ بات جانتا ہوں کہ اگر تجھے ایک لاکھ کوڑے بھی مارے جائیں تو تو اقرار کرنے والا نہیں (میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ) جواہرات کو کیونکر حاصل کیا گیا؟ میں نے تیرے ساتھ حسن اخلاق کا معاملہ اس لیے کیا کہ میرا حق تجھ پر واجب ہو جائے۔ جو جوانمردوں کا طریقہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے بالکل سچی سچی بات بتا دے جو کچھ جواہر کے ساتھ ہوا تھا۔ اس نے کہا:

''اس شرط پر کہ آپ مجھے اور جن لوگوں نے مجھے اس بارے میں مدد دی' ان سب کو امن دے دیں گے اور جن لوگوں نے اس کو لیا' ان سے کوئی باز پرس' پوچھ گچھ نہیں کریں گے۔''

حاکم نے اقرار کر لیا تو اس نے حاکم سے حلف لیا۔ اس کے بعد ''ابن الخیاط'' نے بتانا شروع کیا کہ: ''ایک دن ایک چوروں کی جماعت میرے پاس قید خانہ میں آئی اور انہوں نے ان جواہر کا حال بیان کیا اور یہ بھی بتایا کہ اس تاجر کا گھر ایسا ہے۔ جس میں نہ پاڑ لگانا ممکن ہے اور نہ کمند لگا کر چڑھنا اور اس پر لوہے کا دروازہ ہے اور آدمی ہوشیار ہے۔ تدبیریں کرتے ہوئے ایک سال گزر گیا مگر ان کا بس نہیں چلا اور انہوں نے مجھ سے سوال کیا اور میں ان کی مدد کے لیے آمادہ ہو گیا۔ میں نے جیل کے داروغہ کو ایک سو دینار دیئے اور بے باکی کے ساتھ اس سے عہد کیا اور قسم کھائی کہ اگر اس نے

مجھے رہا کر دیا تو میں اگلے دن ضرور اس کے پاس واپس آجاؤں گا اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو میں قید خانہ میں ہونے کے باوجود اس کو اذیت دے کر قتل کر دوں گا۔ اس نے مجھے چھوڑ دیا اور میری بیڑیاں بدن سے اتار لیں۔

مغرب کے وقت میں قید خانہ سے نکل گیا اور ہم سب (چوروں کی پارٹی) عشاء کے وقت ''ابلہ'' پہنچ گئے اور ہم اس کے مکان کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ تاجر اس وقت مسجد میں تھا اور اس کے مکان کا دروازہ بند تھا۔ میں نے ان میں سے ایک سے کہا کہ دروازے پر جا کر بھیک مانگو۔ جب وہ کواڑ کھولنے کے لیے آئے تو میں نے کہا چھپ جا۔ ایسا کئی مرتبہ کیا۔ اندر سے ایک لڑکی نکلتی تھی جب وہ کسی کو نہ دیکھتی تو واپس چلی جاتی۔ آخر وہ دروازے سے نکلی اور سائل کو ڈھونڈنے کے لیے چند قدم باہر نکلی، پھر کچھ وقفہ سائل کو صدقہ دینے میں لگا تو میں (اس دوران میں) گھر میں داخل ہو گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ دہلیز میں ایک کمرہ ہے جس میں گدھا بندھا ہوا ہے تو میں اس میں گھسا اور گدھے کی آڑ میں کھڑا ہو گیا اور گدھے کی جھول کا ایک حصہ اپنے اوپر بھی ڈال لیا۔ اتنے میں وہ تاجر آیا اور اس نے دروازے بند کیے اور دیکھ بھال کر کے اپنے اونچے تخت پر سو گیا۔ جواہرات اس کے تخت کے نیچے تھے۔

جب آدھی رات گزر گئی تو گھر میں جو بکری بندھی ہوئی تھی، میں نے اس کے پاس جا کر اس کا کان اینٹھ دیا تو وہ چیخی۔ اس تاجر نے لڑکی سے کہا: اس کے آگے چارہ ڈال کر آئے۔ وہ چارہ ڈال کر سو گئی۔ میں نے پھر اس کا کان اینٹھ دیا تو وہ پھر چلانے لگی تو تاجر نے لڑکی سے کہا: ''کیا ہو گیا تجھے'' میں نے تجھ سے اس کی خبر گیری کے لیے کہا تھا۔''

اس لڑکی نے کہا: ''میں تو چارہ ڈال چکی ہوں۔''

اس تاجر نے کہا: ''تم جھوٹ بولتی ہو۔''

اور چارہ ڈالنے کے لیے خود کھڑا ہوا۔ میں موقعہ ملتے ہی تخت کے نیچے جا پہنچا اور خزانہ کھول کر جواہرات کا ڈبہ نکال لیا اور اپنی جگہ واپس پہنچ گیا۔ وہ شخص واپس آکر سو گیا۔ پھر میں نے کوشش کی کہ کوئی ایسا حیلہ نکل آئے کہ میں کسی ایسے موقع پر نقب لگا سکوں جو پڑوس کے گھر میں نکل آئے اور میں اس میں سے نکل جاؤں مگر ممکن نہ ہو سکا۔ پورے گھر میں تختے (دیواروں پر) جڑے ہوئے تھے۔ پھر میں نے ارادہ کیا چھت پر چڑھ جاؤں مگر اس پر بھی قادر نہ ہو سکا کیونکہ ہر راستے پر تین تین تالے لگے ہوئے تھے۔ پھر مجھے خیال آیا کہ اس تاجر کو ذبح کر دوں مگر اس کو دل نے برا سمجھا اور میں نے سوچا کہ یہ تو میرے سامنے ہی ہے، اگر اس کے سوا کوئی حیلہ ہی نہ ہو سکا تو۔

جب سحر ہوئی تو میں واپس پھر وہیں گدھے کے پاس چلا گیا۔ جب اس تاجر نے جاگ کر باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو اس نے لڑکی سے کہا کہ دروازوں کے تالے کھول دے اور موسلے لگے رہنے دے۔ اس نے ایسا کر دیا اور گدھے کے پاس آیا تو اس نے لات ماری پھر رینگنا شروع کر دیا تو میں باہر نکلا اور میں نے موسلا کھینچ کر کواڑ کھولے اور نکل کر بھاگا۔ یہاں تک کہ گھاٹ پر آکر کشتی پر سوار ہو گیا اور اس تاجر کے گھر چیخ و پکار مچ گئی۔ میرے ساتھیوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اس میں سے کچھ مال ان کو بھی دوں تو میں نے کہا:

''نہیں یہ واقعہ بہت اہم ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ یہ راز کھل جائے گا۔ ابھی تم اس کو میرے پاس ہی چھوڑ دو۔ اگر اس پر تین مہینے گزر گئے اور یہ چھپا رہا تو تم میرے پاس آجانا، میں آدھا تم لوگوں کو دے دوں گا اور اگر ظاہر ہو گیا اور میں نے تمہاری اور اپنی ذات کو خطرہ محسوس کیا تو میں اس کے ذریعہ سے تمہاری جانیں بچا سکوں گا۔''

یہ سن کر سب اس پر راضی ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نگہبان کو مبتلائے مصیبت کر دیا۔ اس نے میری بہت خدمت کی تو مجھے اس سے شرم آئی اور مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ اور اس کے ساتھی قتل کر دیئے جائیں گے۔ مگر آپ نے میرے ساتھ دوسرے طریقے کا برتاؤ کیا تو جوانمردی کا طریقہ یہی تھا کہ میں بھی سچائی کے سوا اور کوئی طریقہ مستحسن نہ سمجھوں۔

امیر نے کہا: ''پھر اس فعل کی جزا یہ ہے کہ ہم تجھے رہائی دیتے ہیں لیکن تو توبہ کر لے۔ اس نے توبہ کر لی اور امیر نے اس کو اپنے قریبی ساتھیوں میں داخل کر لیا اور اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تو اس نے اپنی اصلاح کر لی۔

(انتخاب: حبیبہ رمضان نوشیہ، منڈیانوالہ)

گلدستہ روضہ

عمدہ باتیں

☆......دنیا سے دل لگائے اور پشیمان نہ ہو، یہ ممکن ہی نہیں۔

☆......اپنی ناجائز آرزوؤں کو دل میں ہی مار ڈالو دل کو ان میں مرنے نہ دو۔

☆......اگر تمہیں کراماً کاتبین کے لیے کاغذ خریدنا پڑ جاتا تو تم زیادہ بولنے سے رک جاتے۔

☆......بے کار کچھ نہیں، صرف استعمال کرنے کا فن چاہیے۔

☆......ہمیں اپنے دوستوں میں خوبیاں تلاش کرنی چاہیے، واقف کاروں میں کردار اور دشمنوں میں دماغ۔

☆......علم کو روٹی کمانے کا ذریعہ نہ بناؤ، علم اپنا صلہ آپ ہے۔

☆......تاریخ کو یاد کرنے کے ساتھ تاریخ بنانے کی فکر کرنی چاہیے۔

☆......تعریف کے بھوکے لوگ باصلاحیت نہیں ہوتے۔

☆......کسی پر کیچڑ اچھالنے سے اپنے ہی ہاتھ گندے ہوتے ہیں۔

(عائشہ صدیقہ۔لوڑھکی)

طائف کے محاصرے کا دلچسپ واقعہ

أَطِيعُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

فتح مکہ اور غزوہ حنین کی کامیابی کے بعد جب مسلمانوں نے طائف کا محاصرہ کیا تو مسلمانوں کو سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: کل ان شاء اللہ محاصرہ اٹھا کر واپس چلیں گے۔ آپ ﷺ کا ارشاد لوگوں پر گراں گزرا۔ انہوں نے عرض کیا: ''اللہ کے رسول ﷺ! کیا فتح کیے بغیر ہی واپس لوٹ چلیں گے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا تو کل لڑو۔ چنانچہ دوسرے دن مسلمان پھر لڑے تو فتح کی بجائے الٹے بہت زخمی ہوئے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ان شاء اللہ محاصرہ ختم کر کے واپس چلیں گے۔ اس دفعہ لوگوں نے واپس لوٹنا بخوشی قبول کر لیا اور عرض کیا ٹھیک ہے جو حضور ﷺ کا ارشاد ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس جواب پر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے۔ (بخاری)

(مراسلہ: اخت ابتسام ساجد جنجوعہ۔نوکھر اڈا)

نعت

ہمیں جاں سے پیارے ہمارے نبی ﷺ
دلوں کے سہارے ہمارے نبی ﷺ
ہمارے نبی ﷺ باغ جہاں کی بہار
ہمارے نبی ﷺ ہیں دلوں کا قرار
وہ اللہ کے آخری ہیں رسول
نہ ہو گا وحی کا کبھی اب نزول
نبی ﷺ ہم کو دل و جاں سے عزیز
نبی ﷺ ہم کو دونوں جہاں سے عزیز
ہمارے نبی ﷺ اللہ نے دیا یہ معجزہ
اشارے سے دو ٹکڑے چاند ہوگیا
آپ ﷺ اک پل میں آسمان پر گئے
نمازوں کے تحفے اللہ سے ملے
نبی ﷺ پر ہزاروں درود و سلام
ہوئی جن پہ نعمت اللہ کی تمام

(نفیسہ افضل)

پسندیدہ اشعار

یا الٰہی جب تک میرے جسم میں جاں رہے
میری یہ تمنا ہے کہ میرے لب پہ تیرا قرآن رہے
میں رہوں یا نہ رہوں دعا ہے دل سے
عزت قرآن رہے اور عظمت اسلام رہے
میری یہ تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جاؤں
اگر توفیق مل جائے تو خدمت اسلام کر جاؤں

(انتخاب: محمد اشفاق نذیر کھیالی۔گوجرانوالہ)

روضہ کے اطفالو
دین کے جیالو
سنو بات میری!
روضہ کے متوالو!
نماز روزہ اور سچ
ان عادات کو اپنا لو
جھوٹ ، برائی اور غیبت
ان سے اپنا دامن چھڑالو
برائیاں ہوں گی ہر طرف
ان سے خود کو بچا لو
داؤد جی بس کرو
اور نظم اپنی چھپوا لو

(محمد داؤد۔گاؤں ڈھونیکے وزیر آباد)

خیبر کے سردار کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ جب ہم نے زور وقوت سے خیبر پر قبضہ کرلیا اور قیدی ایک جگہ اکٹھے ہوگئے تو اس دوران حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے:

''اے اللہ کے نبی ﷺ! قیدیوں میں سے مجھے بھی ایک لونڈی عطا فرمادیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ ایک لونڈی لے لو۔''

ایک اور شخص اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا: ''اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ ﷺ نے حیی کی بیٹی صفیہ، دحیہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کردی، وہ تو بنو قریظہ کے سردار کی بیٹی ہے۔ جو بنونضیر کی چوہدرانی ہے۔ وہ آپ ﷺ کے علاوہ کسی کے لیے مناسب نہیں، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: دحیہ رضی اللہ عنہ اور صفیہ کو بلاؤ۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں: ''حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ اور صفیہ کو لایا گیا اور جب اللہ کے رسول ﷺ نے صفیہ کو دیکھا تو دحیہ رضی اللہ عنہ سے کہا قیدی عورتوں میں سے تم اس کے علاوہ کوئی اور لونڈی لے لو۔'' اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرکے ان سے نکاح کرلیا۔'' (مسلم کتاب النکاح)

(اقتباس: سیرت کے سچے موتی)

(آمنہ انور، صہیب احمد بٹ، سادوگورائیہ)

ایک منٹ میں آپ کیا کر سکتے ہیں؟

1

☆...... ایک منٹ میں آپ تین دفعہ **سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم** کہہ سکتے ہیں جبکہ سو دفعہ پڑھنے سے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں، خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔'' (حدیث)

☆...... ایک منٹ میں آپ چالیس مرتبہ **لاحول ولا قوۃ الاباللہ العلی العظیم** پڑھ سکتے ہیں۔ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، یہ کلمات مشکلات سے نبٹنے اور مہمات سر کرنے کا نسخہ کیمیا ہیں۔

☆...... ایک منٹ میں آپ راستے سے کوئی نقصان دہ چیز ہٹا سکتے ہیں۔

☆...... ایک منٹ میں آپ کسی پریشان حال مسلمان بھائی یا بہن کی کلمات خیر سے دلجوئی کر سکتے ہیں یہ بھی عظیم عمل ہے۔

☆...... ایک منٹ میں آپ کسی مسلمان کے خیر کے کام میں ہاتھ بٹا سکتے ہیں، ان کی مدد کر سکتے ہیں۔

☆...... ایک منٹ میں آپ کسی آسان فہم اور نفع بخش کتاب کا ایک صفحہ پڑھ سکتے ہیں۔

☆...... ایک منٹ میں آپ کسی مسلمان بھائی یا بہن کو اچھی نصیحت کر سکتے ہیں۔

(رقیہ عبدالمجید سادوی)

مختلف نیکیاں اور جامع آداب

فرمان رسول ﷺ

''جب رات کا اندھیرا چھا جائے یا فرمایا جب شام ہوجائے تو اپنے بچوں کو روک لو کیونکہ شیطان اس وقت پھیلتے ہیں اور جب رات کا کچھ حصہ چلا جائے تو انہیں چھوڑ دو اور دروازے بند کردو اور اللہ کا نام لو (بسم اللہ پڑھ کر بند کرو) کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھولتا اور اپنے مشکیزوں کے منہ تسمے سے بند کرو اور اللہ کا نام لو یعنی بسم اللہ پڑھو اور اپنے برتن ڈھانک دو اور اللہ کا نام لو یعنی بسم اللہ پڑھو، خواہ ان پر کوئی چیز ہی رکھ دو اور اپنے چراغ بجھادو۔'' (بخاری: ۵۶۲۳، مسلم: ۲۰۱۲)

(عرفان احمد بن عبداللہ۔ ڈھولن چک پتوکی ضلع قصور)

موت کے بعد

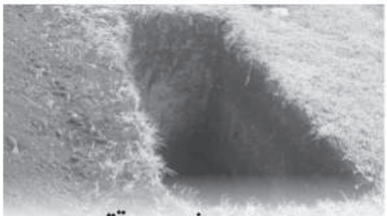

موت کے بعد آدمی پانچ حصوں میں تقسیم ہوجاتا ہے۔

1- مال......وارثوں میں۔

2- روح......ملک الموت کے لیے۔

3- گوشت......کیڑوں کے لیے۔

4- ہڈیاں......مٹی کے لیے۔

5- نیکیاں......قرض خواہوں کے لیے۔

پھر فرمایا:

مال وارث لے جائیں جائز ہے۔

روح ملک الموت لے جائے ٹھیک ہے۔

مگر کوشش کرو کہ ایمان شیطان نہ لے جائے۔

نماز میں سستی کرنے والا شخص

قبر سے نکلنے کے بعد تین عذاب اس شخص کے لیے نماز میں سستی کرتا ہے۔

1- ایک یہ کہ حساب سختی سے لیا جائے گا۔

2- دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کا اس پر غصہ ہوگا۔

3- تیسرا یہ کہ جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

اس لیے:

نماز سے مت کہو مجھے کام کرنے ہیں۔

بلکہ کاموں سے کہو مجھے نماز پڑھنی ہے۔

(اسد اللہ اکرام مجاہد۔ صادق آباد)

صحرا میں گرمی اپنے جوبن پر تھی......وہ خاتون حیران و پریشان اپنے شوہر کی طرف دیکھ رہی تھیں جو انہیں ان کے شیر خوار بیٹے سمیت اس بیابان میں چھوڑ کر جانے کی بات کررہے تھے۔ یہاں کسی آبادی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا اور ان حالات میں یہ خیال بار بار اس خاتون کے دل میں آرہا تھا کہ وہ یہاں زندہ کیسے رہیں گی؟ وہ تو شاید کوئی گزارہ کرہی لیں لیکن اس بچے کا کیا بنے گا جو ابھی صرف دودھ پیتا ہے۔ ان تمام سوالات کا جواب خاموشی کے سوا کچھ بھی نہ تھا......!!

بالآخر انہوں نے یہ سوال کیا کہ کیا آپ ہمیں اللہ کی مرضی سے یہاں چھوڑ کر جارہے ہیں؟ اس دفعہ صرف ہاں میں جواب ملا...... یہ جواب تو جیسے ہر قسم کی تسلی ثابت ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے تو پھر فکر کس بات کی......وہ ہمارے لیے ہر چیز کا انتظام کردے گا......اب پریشانی کی کوئی بات نہ تھی......!

یہ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام تھیں کہ جنہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکے میں چھوڑا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اس وقت صرف دودھ پیتے بچے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں اللہ کے حکم پر مکہ میں چھوڑا تھا کہ جب مکہ میں کوئی آبادی نہ تھی اور یہ جگہ ایک ریگستان سے بڑھ کر نہ تھی۔ جہاں سوائے ریت کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔

قربانی کا پیغام

پہلے پہل حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اس بات پر اعتراض کیا کہ اس صحرا میں وہ کیسے رہیں گے لیکن جب یہ پتہ چلا کہ یہ اللہ کی مرضی ہے تو بےفکر ہوگئیں کہ اب اللہ یقیناً ان کے لیے کوئی انتظام کردیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتے ہیں۔ یوں حضرت ہاجرہ علیہا السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ اس جگہ پر آباد ہوگئیں۔

اسی مقام پر آبِ زم زم کا چشمہ پھوٹا اور اس کے گرد پانی کی وجہ سے آبادی بڑھنا شروع ہوئی اور یہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پرورش پائی۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کچھ عرصہ کے بعد جب واپس آئے تو کیا دیکھا کہ ننھے اسماعیل اب بڑے ہوگئے ہیں اور بڑے خوبصورت جوان ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب انہیں دیکھا تو خوب پیار کیا لیکن ایک فرض کی ادائیگی جس کا اللہ نے انہیں حکم دیا تھا، ضروری تھی۔ لہٰذا انہوں نے اپنے بیٹے کو پاس بلایا اور بولے:

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ.

(الصافات:102)

''اے بیٹا! میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کررہا ہوں۔ اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا اباجان! آپ کو جو حکم ملا ہوا ہے، وہی کیجیے، اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پائیں گے۔''

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے بیٹے کے پاس آئے تو ان سے بولے کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں آپ کو ذبح کررہا ہوں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اگرچہ ابھی اتنے بڑے نہیں تھے لیکن وہ یہ جانتے تھے کہ ان کے والد گرامی اللہ کے نبی ہیں اور نبی کا خواب کبھی جھوٹا نہیں ہوتا بلکہ یہ اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے۔ لہٰذا انہوں نے فوراً جواب دیا کہ اے اباجان! آپ کو جو حکم ہوا ہے وہ کریں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام یہ جانتے تھے کہ اللہ کے حکم پر اگر ان کی جان بھی چلی جائے گی تو یہ ان کی کامیابی ہوگی۔ وہ ذبح ہوجائیں گے لیکن یوں انہیں

اللہ کی خوشنودی حاصل ہوجائے گی۔لہٰذا انہوں نے اللہ کی اس خوشنودی کی خاطر اپنی جان تک قربان کرنے کا فیصلہ فوری طور پر کرلیا۔

ادھر باپ بیٹے کے درمیان یہ بات چیت جاری تھی کہ شیطان نے موقع غنیمت جانا اور لگا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ یعنی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو بھڑکانے ......لیکن حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اس کو بھگا دیا کہ یہ اگر اللہ کا حکم ہے تو انہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ جانتی تھیں کہ یہ بیٹا اللہ نے ہی دیا ہے اور اگر اس کے راستے میں ذبح بھی ہوگیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں اس پر اجر دیں گے۔

شیطان نے ایک طرف تو سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کو ورغلانے کی کوشش کی لیکن اس کو ناکامی ہوئی۔دوسری طرف اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا راستہ روکنے کی بھی پوری کوشش کی۔طرح طرح کے وسوسے ان کے دل میں ڈالے لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد کی فرمانبرداری اور اللہ کی اطاعت کا عملی ثبوت دیا اور وہ اپنے فیصلے پر قائم رہے۔

بالآخر وہ وقت بھی آ گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو زمین پر لٹالیا اور گلے پر چھری چلانے لگے وہ چھری چلاتے جارہے تھے لیکن گلا نہیں کٹ رہا تھا بلکہ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ چھری کند ہوگئی ہے۔انہوں نے بہت زور لگایا لیکن ناکام رہے اور چھری نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن کو بالکل بھی نہیں کاٹا۔ابھی وہ اپنی اسی کوشش میں تھے کہ اللہ کی طرف سے پیغام نازل ہوا کہ:

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ..(الصافات 105)

اے ابراہیم! آپ نے اپنا خواب سچ کردکھایا۔ہم نیکوکاروں کو ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں۔"

یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو زمین پر لٹایا اور ان کو ذبح کرنے کی پوری کوشش کی تو اس وقت اللہ کی جانب سے آواز آئی کہ آپ نے اپنا خواب سچ کردکھایا ہے۔لہٰذا اب بیٹے کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ نہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش کرنا چاہتے تھے بلکہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی نہیں، یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بھی آزمائش تھی۔ایک طرف باپ تھا اور دوسری طرف بیٹا تھا۔دونوں کے دل میں بے پناہ محبتیں تھیں لیکن اللہ کے حکم کے سامنے یہ محبت نہ ٹھہر سکی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام تو اس موقع پر ذبح نہ ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایک مینڈھا ان کی جگہ پر بھیجا، جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا۔یوں قربانی کی اس عظیم روایت کا آغاز ہوا کہ جس کی یاد میں ہم آج بھی عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کرتے ہیں اور جانوروں کا خون بہاتے ہیں۔

پیارے بچو! آج جب ہم قربانی کے لئے اپنے جانوروں کو ذبح کرتے ہیں تو اسماعیل علیہ السلام کی قربانی یاد آجاتی ہے۔یہ قربانی ہمیں پیغام دیتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اس کے کسی حکم کا انکار نہ کریں۔آج اگر ہمیں اللہ کی رضا کے لئے اپنی بھی قربانی کرنی پڑے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح اپنے آپ کو اس کے لئے ہر وقت تیار پانا چاہیے۔ دراصل اللہ تعالیٰ جانوروں کو ذبح کرنے کے ذریعے ہمیں بار بار اسماعیل علیہ السلام کی قربانی یاد دلاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتے کہ قربانی کے جانور کتنے بڑے ہیں۔ان کی قیمت کتنی زیادہ بلکہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے دل میں اللہ کی محبت اور ڈر (یعنی تقویٰ) کتنا زیادہ ہے اور ہم اسماعیل علیہ السلام کی طرح اللہ کی کتنی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔

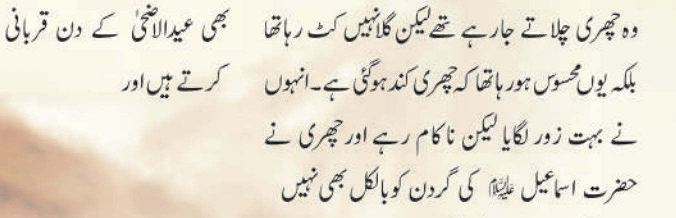

عبدالرحمٰن

نیشاپور (ایران) کے حاکم اور قاضی فخر الدین بن عبدالعزیز کوفی کے پاس ایک نوعمر غلام فروخت کرنے کے لیے لایا گیا۔ اسے لانے والا ترکستان کا ایک سوداگر تھا۔ سانولی رنگت والا بچہ خوش شکل تو نہ تھا مگر اس کے چہرے کا بھولا پن اور آنکھوں کی ذہانت متاثر کرنے والی تھی۔

قاضی فخر الدین نے معقول رقم کے عوض اسے خرید لیا۔ قاضی صاحب نے بچے کے سرپرستِ شفقت رکھا اور اس کی رہائش اور تعلیم کا خوب بندوبست کیا۔ یہ ترک بچہ قطب الدین تھا۔ جو آگے چل کر قطب الدین ایبک اور سلطان ہند کہلایا۔

قاضی فخر الدین کوفی امام ابوحنیفہؒ کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے قطب الدین کی پرورش اپنے بیٹوں کے ساتھ کی اور اس کی تربیت کا بھی اچھا انتظام کیا۔ قطب الدین نے بہت جلد قرآن پاک حفظ کرلیا۔ نیز عربی اور فارسی پر عبور حاصل کر کے خطاطی میں مہارت حاصل کی۔ قرآن مجید سے انتہائی شغف کے باعث وہ لوگوں میں ''قرآن خواں'' کے نام سے مشہور ہوگئے۔ قاضی فخر الدین کوفی کی سرپرستی میں علم فقہ حاصل کرنے کے علاوہ فنون حرب بھی سیکھ لیے۔

قاضی صاحب انتقال کر گئے تو ان کے ورثاء نے انہیں آگے بیچ دیا۔ خریدنے والا تاجر قطب الدین کو اپنے باقی غلاموں کے ساتھ غزنی لے آیا۔ افغانستان کے اس علاقے میں اس وقت معزالدین غوری کی حکومت تھی۔ جنہیں تاریخ سلطان شہاب الدین غوری کے نام سے یاد کرتی ہے۔ سلطان نے نیشاپور سے آنے والے تاجر سے جو غلام خریدے ان میں قطب الدین سب سے ممتاز تھا۔ جس کے لیے سلطان نے ایک بڑی رقم ادا کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ قطب الدین کی چھوٹی انگلی ٹوٹی ہوئی تھی اس لیے لوگ اسے ''ایبک شَل'' کہنے لگے۔ ترکی زبان مین ایبک کے معنی ہیں ''چھوٹی انگلی'' اور شیل سوکھے یا کمزور کو کہتے ہیں۔

شہاب الدین غوری پر قطب الدین کی خوبیاں اور جوہر یوں کھلے کہ ایک بار سلطان نے اپنے خادموں کو نقد انعامات دیئے۔ قطب الدین نے چند لمحوں میں اپنا انعام دیگر خادموں میں تقسیم کر دیئے۔ اس کا علم ہونے پر سلطان اتنا متاثر ہوا کہ اس نے قطب الدین کو بلا کر دربار میں خصوصی جگہ دی۔ جلد ہی قطب الدین پہلے شاہی مطبخ اور پھر اصطبل کا نگران بن گیا۔ ترقی کے اگلے زینے نے اسے فوج میں اعلیٰ رتبہ دے دیا۔ پھر شہاب الدین غوری نے جتنے جہادی معرکے لڑے، اس میں قطب الدین نے شجاعت کے خوب جوہر دکھائے اور جلد ہی ہراول دستے کا سالار بن گیا۔

شہاب الدین کا کوئی اپنا بیٹا نہ تھا اور وہ قطب الدین کو بیٹوں کی طرح چاہتا تھا۔ ان دنوں ملتان اور سندھ کے علاقے میں ملاحدہ (بے دین لوگ) سرگرم تھے۔ لہٰذا شہاب الدین غوری نے 571ھ/1175ء میں غزنی سے کوچ کر کے ملتان فتح کیا اور اپنے سپہ سالار علی کرماخ کو یہاں کا حاکم تعینات کیا۔

پھر 575ھ میں پشاور فتح کیا اور اگلے سال پورے سندھ پر شہاب الدین غوری کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ ادھر لاہور کا آخری غزنوی حکمران خسرو ملک ایک کمزور بادشاہ تھا اور اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر پنجاب کے مشرقی علاقوں پر دہلی و اجمیر کا ہندو راجہ پتھورا (پرتھوی راج) قابض ہو چکا تھا۔ لہٰذا ہندوؤں کے خطرے کے سدباب کے لیے 580ھ میں سلطان غوری نے پنجاب کے ایک بڑے حصے پر قبضہ کر کے سیالکوٹ کا قلعہ تعمیر کیا۔

582ھ/1186ء میں لاہور پر حملہ کر کے خسرو ملک کو گرفتار کر لیا۔ لاہور پر قبضہ کر کے سلطان نے پرتھوی راج کو خط لکھا کہ سابقہ غزنوی سلطنت سے چھینے ہوئے علاقے خالی کر کے ہماری سیادت تسلیم کرو مگر پرتھوی راج نے سخت جواب دیا۔ چنانچہ سلطان غوری نے 587ھ میں آگے بڑھ کر بٹھنڈا پر قبضہ کر لیا۔ پھر سرہند اور بٹھنڈا کے علاقے فتح کر لیے۔ ان تمام مہمات میں قطب الدین ایبک نے بھی شرکت کی۔

شہاب الدین غوری سرہند سے لاہور کی طرف لوٹ رہا تھا کہ اطلاع ملی کہ پرتھوی راج اور اس کا بھائی کھانڈے رائے دو لاکھ کے عظیم لشکر کے ساتھ مقابلے کو آ رہے ہیں۔ سلطان کے پاس اس وقت صرف تین چار ہزار کا لشکر تھا۔ لیکن وہ پھر بھی مقابلے پہ ڈٹ گئے۔ ترائن (تراوڑی) کی اس جنگ میں کھانڈے رائے کا مقابلہ کرتے ہوئے سلطان شدید زخمی ہو کر گھوڑے سے گرنے کو تھا کہ ایک خلجی جوان اچھل کر سلطان کے پیچھے سوار ہوا اور اسے میدان سے باہر نکال لے گیا۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کو پسپائی اختیار کرنا پڑی۔

تاہم اگلے سال 588ھ/1192ء میں پھر میدان ترائن میں معرکہ برپا ہوا جس میں پرتھوی راج اور اس کا بھائی دونوں مارے گئے اور مسلمانوں نے اجمیر اور سامانہ فتح کر لیے۔ سلطان غوری نے قطب الدین ایبک کو کہرام میں حاکم بنایا اور خود غزنی پہنچ گیا۔ قطب الدین اعلیٰ پائے کا منتظم تھا۔ اس نے اسی سال دہلی پر حملہ کر کے اسے پتھورا کے رشتہ داروں سے چھین لیا۔ کچھ عرصہ بعد میرٹھ فتح ہو چکا تھا اور اسی طرح قلعہ کول (علی گڑھ) مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ شمالی ہند میں دور تک مسلمانوں کی دھاک بیٹھ چکی تھی۔ قطب الدین نے دہلی کو دارالحکومت بنا کر تمام مفتوحہ شہروں میں اسلامی قوانین نافذ کر دیئے۔

سلطان قطب الدین ایبک

590ھ/1194ء میں سلطان غوری پھر ہندوستان آئے۔ قنوج اور بنارس کا راجہ ایک بڑی فوج لے کر آیا جس میں تین ہزار ہاتھی تھے۔ ایک تین ہزار مجاہدوں کے ہمراہ سلطانی لشکر سے آملا۔ سلطان نے اپنے لائق سالار کا ماتھا چوما اور اسے ہراول فوج میں روانہ کر دیا۔ راجہ جے چند بہار تک کے راجاؤں کو جمع کر کے جند واڑہ کے مقام پر خیمہ زن تھا۔ ایک تیزی سے آگے بڑھا اور سلطان غوری کے پہنچنے سے پہلے ہی ہندو لشکر پر حملہ بول دیا۔ زبردست لڑائی میں ہندو فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ایک نے جے چند کا نشانہ لے کر جو تیر چھوڑا وہ اس کی آنکھ میں لگا تھا۔ جے چند الٹ کر گھوڑے سے نیچے گرا تو اس کے ساتھ ہی ہندو بھاگ اٹھے۔ مسلمانوں کو مال غنیمت میں 300 ہاتھی ملے۔ ان میں ایک سفید ہاتھی بھی تھا جو ایک نے سلطان غوری کی خدمت میں پیش کیا تو سلطان نے واپس اسی کو ہدیہ دے دیا۔ اس کے بعد قنوج، بنارس، گوالیار اور بدایوں اسلامی سلطنت میں شامل ہوگئے۔

601ھ میں سلطان غوری نے اپنے سالاروں قطب الدین ایبک اور شمس الدین التمش کے ہمراہ پنجاب کے باغی کھوکھروں پر چڑھائی کر دی۔ اس دوران ایک مسلمان قیدی کی تبلیغ سے کھوکھروں کا سردار مسلمان ہوگیا اور اس کے زیر اثر 4 لاکھ کھوکھر مسلمان ہوگئے۔

602ھ/1205ء میں سلطان غوری نے لاہور کی ایک تقریب میں ایک کو ملک کا خطاب دے کر دہلی روانہ کیا۔ واپسی جہلم کے قریب دھیک کے مقام پر لشکر میں شامل ایک ملحد جاسوس نے سلطانی خیمے میں داخل ہو کر سلطان شہاب الدین غوری ؒ کو شہید کر دیا۔ اس کے جانشین محمود غزنوی نے غزنی سے ایک کو پیغام بھیجا کہ آپ ہندوستان کا کل انتظام سنبھال لیں۔ چنانچہ 18 ذیقعد 6020ء کو لاہور آ کر قطب الدین ایبک ہندوستان کے فرمانروا بن گئے۔ اب پشاور سے لے کر آسام اور گجرات کاٹھیاواڑ تک وسیع سلطنت ان کے زیر نگیں تھیں اور ان کے حسن انتظام کے باعث کسی ہندو سردار میں سر اٹھانے کی سکت نہ تھی۔

ایک نے غیر شرعی ٹیکس ختم کر دیئے اور عشر لاگو کر دیا۔ بدعات کی بیخ کنی کی۔ سلطنت میں جگہ جگہ مساجد و مدارس قائم کیے۔ ان کے عہد میں لاہور اسلامی علوم کا مرکز بن گیا۔

سلطان قطب الدین ایبک نے حسن سلوک سے ہندو رعایا کے دل تک موہ لیے تھے۔ قطب الدین ایبک کو چوگان (پولو) کھیلنے کا بہت شوق تھا۔ 607ھ/1210ء میں لاہور میں چوگان کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر کر فوت ہوگئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) ان کا بیٹا آرام شاہ جانشین بنا۔

(اخت مصعب۔ گگو منڈی)

رسول اکرم ﷺ کی شان مسکراہٹ

ایک دن حضرت عائشہ ؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کو مجھ سے کیسا پیار ہے؟ پیارے رسول ﷺ کہہ اٹھے کہ میرا پیار تو کھجور کی رسی کی گرہ کی طرح مضبوط ہے۔ اس بات کو کئی سال گزر گئے۔ ایک روز حضرت عائشہ ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ رسی کی گرہ کا حال کیا ہے؟ آپ ﷺ اس سوال کو سن کر مسکرا اٹھے اور دل کھول کر مسکرائے۔ یہاں تک کہ سامنے والے دانت مبارک نظر آنے لگے اور ساتھ ہی فرمایا کہ وہ گرہ مضبوط سے مضبوط تر ہو رہی ہے۔

☆☆☆☆☆

ایک روز آپ ﷺ کے ہاتھ سے چھری حضرت عائشہ ؓ کو لگ گئی۔ وہ مارے درد سے کراہ اٹھیں، مگر جب دیکھا کہ یہ چھری جان بوجھ کر نہیں ماری گئی بلکہ یونہی لگ گئی ہے تو وہ اس درد پر مسکرائیں اور ساتھ ہی کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کسی کو تکلیف دینے کا کیا صلہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا معاملہ کس نوعیت کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام تو کان کے بدلے کان اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ ہے۔ یہ جواب سن کر حضرت عائشہ ؓ کی آنکھوں میں شوخی تیر گئی۔ جس کو آپ ﷺ سمجھ گئے اور آپ ﷺ خوب مسکرائے، ساتھ ہی حضرت عائشہ ؓ دل کھول کر مسکرائیں۔

☆☆☆☆☆

ایک دن پیارے رسول ﷺ اور حضرت عائشہ ؓ کی دوڑ ہوئی۔ اس دوڑ میں حضرت عائشہ ؓ آپ ﷺ سے آگے نکل گئیں۔ ایک عرصے کے بعد پھر دوڑ کا مقابلہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ آگے نکل گئے۔ آپ ﷺ دوڑ جیت کر فرمانے لگ کہ دوڑ کا مقابلہ برابر ہوا۔ پہلے تم جیت گئیں اور آج میں جیت گیا۔ یہ جواب سن کر حضرت عائشہ ؓ خوب مسکرائیں۔ ان کو مسکراتا دیکھ کر رسول اللہ ﷺ بھی مسکرانے لگے۔

☆☆☆☆☆

ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یارسول اللہ ﷺ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اسے کلمہ حق پڑھا دیا۔ پھر وہ آدمی رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری دو بیویاں ہیں، اس وقت پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ حضرت عائشہ ؓ اس وقت ان سے کچھ فاصلے پر بیٹھی تھی۔ وہ آدمی ان کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا: ایک بیوی تو اس سنہری بالوں والی لڑکی سے خوبصورت ہے اور دوسری کم خوبصورت ہے۔ میں چاہتا ہوں جو میری بیوی زیادہ خوبصورت ہے، میں اس کو طلاق دے دیتا ہوں اور آپ ﷺ اس سے شادی فرمالیں۔ حضرت عائشہ ؓ اس آدمی کی بات سن کر بہت مسکرائیں جس کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ بھی مسکرا دیئے۔

(بحوالہ: شان محمد ﷺ کے درخشاں پہلو)

(سعدیہ نذیر۔ 318/HR مروٹ)

ارم صلاح الدین / افشاں شوکت ۔ اسلامیہ ہائی سکول

محمد شاہ زیب ۔ غازی آباد لاہور

نور فاطمہ ۔ آمنہ جبیں ۔ بلال ۔ جھنگ

اخت حافظ حماد الرحمٰن ساہووی

امۃ الرقیب ۔ ساہو گورائیہ

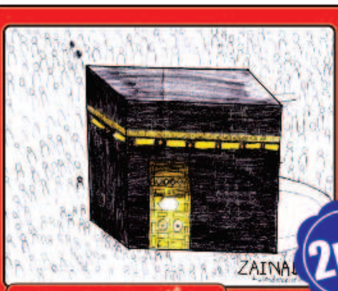

زینب شفیق ۔ سکندر آباد میانوالی

تصویری نمائش

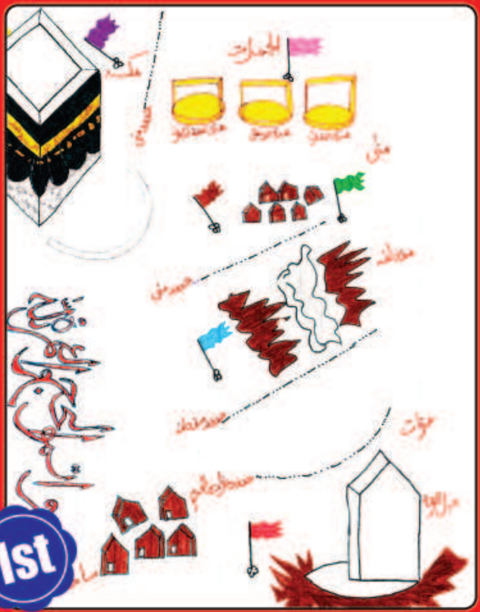

بنت حاجی عبدالکریم ۔ نئی آبادی ضلع اٹک

اگلی تصویری نمائش کا موضوع

"کلام اقبال"

نوٹ پہلے تین انعام یافتگان کو 500 روپے کی کتب ارسال کی جائیں گی

ہدایت کا متلاشی

دنیا ابھی جہالت میں ڈوبی ہوئی تھی......معاشرتی برائیاں عام تھیں......گوکہ نیک صفت لوگ موجود تھے۔ لیکن خدا کی معرفت کا راستہ معلوم نہ تھا......ابھی آفتاب رسالت کی شمع کی کرنوں سے دنیا منور نہیں ہوئی تھی۔ایسے حالات میں زید دنیا کے حقیقی رب ''اللہ تعالیٰ'' کی تلاش میں تھے۔اس سے نے شام کا سفر کیا تاکہ دین حق اور اس کے پیروکاروں کے بارے میں معلوم کر سکے۔لہٰذا وہ ایک یہودی عالم کے پاس گیا۔ اس عالم سے کہا شاید کہ میں تمہارا دین قبول کرلوں۔لہٰذا مجھے اپنے دین کے بارے میں بتلایئے۔

یہودی عالم نے جواب دیا:''آپ ہمارا دین قبول نہیں کر سکتے۔حتیٰ کہ اللہ کے غضب سے اپنا حصہ نہ لے لیں۔''

اس پر زید نے کہا:''اللہ کے غضب سے بھاگتا ہوا تو میں یہاں آیا ہوں۔مجھ میں ہمت نہیں کہ میں اللہ کے غضب سے معمولی سا حصہ بھی لوں۔لہٰذا آپ میری کسی اور طرف راہنمائی کر دیں۔

یہودی عالم نے کہا:''ابراہیم علیہ السلام کا دین کہ وہ یہودی تھے نہ عیسائی اور نہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرتے تھے۔'' اب ہدایت کا متلاشی زیدؓ یہاں سے نکلا اور سیدھا عیسائی عالم سے جا ملا۔اس سے بھی وہی بات کی جو یہودی عالم سے کی تھی۔

عیسائی عالم نے کہا:''آپ ہمارے دین کو اختیار نہیں کر سکتے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت سے اپنے حصے کی لعنت نہ لے لیں۔''

زید نے کہا: میں نے تو اللہ کی لعنت سے کچھ بھی نہیں اٹھا سکتا۔لہٰذا بہتر ہے کہ آپ میری راہنمائی کریں۔

عیسائی عالم نے کہا:''میں کسی دین کو نہیں جانتا' سوائے دین حنیف کے۔''

زید نے کہا:''وہ دین حنیف کیا ہے؟'' اس پر عیسائی عالم نے جواب دیا:

''ابراہیم علیہ السلام کا دین یہ ہے کہ وہ یہودی تھے نہ عیسائی اور نہ وہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرتے تھے۔''

جب جناب زید نے یہود ونصاریٰ کی باتوں کو ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں سنا تو وہ وہاں سے نکل آئے اور باہر آ کر دونوں ہاتھ اٹھا کر کہنے لگے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُشْھِدُكَ اَنِّی عَلٰی دِیْنِ اِبْرَاھِیْم. (بخاری)

''اے اللہ! میں تجھ گواہ بناتا ہوں کہ میں دین ابراہیم پر ہوں۔''

قارئین کرام! اب جناب زید تو بن گئے مؤحد۔

جنہوں نے رب کائنات کو تلاش کیا تو کسی حد تک رب کو پالیا اور پھر اس پر قائم بھی رہے۔حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا وہ کعبہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے:''اے قریش کے لوگو! اللہ کی قسم! تم لوگوں میں سے میرے سوا کوئی بھی دین ابراہیم پر نہیں ہے۔''

زید بن عمرو ؓ بنا دیکھے اللہ پر ایمان لائے تو انہوں نے اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے سوچا کہ جب تک تمام مخلوق کا خالق رب تعالیٰ ہے۔تو غیر اللہ کے نام پر دی گئی چیز کیوں استعمال کریں۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں:''اللہ کے رسول ﷺ پر ابھی وحی کے نزول کا آغاز ہی ہوا تھا کہ آپ ﷺ نے مکہ کے قریب بلدح کے نشیب میں زید بن عمرو سے ملاقات کی۔اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے دسترخوان بچھایا گیا دسترخوان پر آنے والے کھانے کو تناول کرنے سے انکار کر دیا' پھر جناب زید ؓ بھی کہنے لگے: میں بھی اس چیز کو نہیں کھاؤں گا جس کو تم اپنے آستانوں پر ذبح کرتے ہو' میں تو صرف اس چیز کو کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔''

قریش جو اپنے جانور ذبح کرتے تھے' حضرت زید ؓ ان کے بارے میں انہیں خوب سناتے اور کہتے: ''اللہ نے بکری کو پیدا کیا' اللہ نے بکری کے لیے آسمان سے پانی اتارا' اللہ نے اس بکری کے لیے زمین سے چارہ اگایا پھر تم غیر اللہ کا نام لے کر اس بکری کو کیوں ذبح کرتے ہو۔''

یعنی زید ؓ اس شرکیہ حرکت کا انکار کرتے اور اسے کبیرہ گناہ خیال کرتے۔نبوت کے ظہور کے بعد زید بن عمرو ؓ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو تسلیم کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید ؓ کی فضیلت میں فرمایا:

یاتی یوم القیامۃ امۃ واحدہ۔ (مستدرک حاکم)

''وہ قیامت کے دن ایک امت بن کر آئے گا۔''

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا. (العنکبوت:69)

''اور وہ لوگ کوشش کرتے ہیں ہمارے بارے میں ضرور ہدایت دیتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے کی طرف۔''

(بریرہ شاہین محمود۔میرپور آف شاہکوٹ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ اللہ فضل وکرم سے خیر وعافیت سے ہوں گے اور روضہ کی باقی ٹیم بھی۔ میں بہت سالوں سے روضہ کی خاموش قاریہ تھی۔ آج پہلی دفعہ آپ کے روضہ میں قلم اٹھانے کی ہمت کی ہے۔امید تو نہیں ہے کہ آپ میرا خط شائع کریں گے۔اگر نہ بھی کریں تو......تو صبر تو پھر ہے ہی۔شمارہ میں سب تحریریں اچھی تھیں، مجھے تو تجربہ سب سے زیادہ پسند آیا۔ انتہائی آسان اور عمدہ۔ آپ نے میرا خط شائع نہ کیا تو......؟

(تو کیا؟) آپ سوچ سکتے ہیں میں کچھ نہیں کرسکتی۔ کوئی بات نہیں۔(......اسے کہتے ہیں ای موشنل بلیک میلنگ)

(قرأت العین۔لاہور)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم ایڈیٹر بھیا!

پہلی مرتبہ جب روضۃ الاطفال پڑھا تو پڑھ کر کافی علم حاصل ہوا اور معلومات میں بھی اضافہ ہوا اور ذہن میں یہ بات پیدا ہوئی کہ اس معاشرے میں سچے واقعات پر مبنی بچوں کا ایک میگزین ہونا بہت ضروری ہے اور اس کمی کو روضۃ الاطفال نے پورا کردیا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ روضۃ الاطفال کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔آمین

(علی حنظلہ عباس۔نوکھر محلّہ کچا کھوہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایڈیٹر بھیا! کیا حال ہے؟

روضہ ہماری جان ہے۔اس سے ہماری پہچان ہے۔اس کے لیے ہم ہوئے پریشان ہیں کیونکہ یہ پندرہ روزہ اخبار ذیشان ہے۔اس دفعہ سارے سلسلے بڑے مزے کے تھے۔بس ایک کمی تھی، وہ بھی ہماری تھی۔ ہم ہوتے تو مزید کرارا ہوتا روضہ۔(لیس جی! نمک مرچ کی کمی پوری کردی......)

باقی سبھی لکھاریوں، قاریوں کو ہمارا سلام، روضہ اور روضہ کے معاونین کو دعا۔

(اخت محمد عمران امجد۔ڈاہرانوالہ چشتیاں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایڈیٹر بھیا! سدا خوش رہو، مسکراتے رہو، اللہ کی حمد کے گیت گاتے رہو، اللہ کے ذکر سے جنت میں درخت لگاتے رہو، ان دعاؤں پر آمین کہتے رہو۔روضہ کی مجلس میں آتے رہو۔ روضہ کے قاریوں کے دلوں کو گرماتے رہو، علم کی روشنی پھیلاتے رہو، ہمیں ہر وقت یاد آتے رہو، ہمارا سلام پاتے رہو، ردی کی ٹوکری کو سمجھاتے رہو، ورنہ ہاضمے کی گولیاں کھلاتے رہو، ٹائٹل خوبصورت بناتے رہو، اللہ کی توفیق سے اس کے صفحات بڑھاتے رہو، ایڈیٹر بھیا سے گزارش ہے کہ قلم اٹھا کے (گھسیٹتے ہوئے نہیں، نب خراب ہوجائے گی) ہمارے سامنے آتے رہو۔ قارئین کی دعائیں پاتے رہو، مسکراتے رہو، مسکراتے رہو۔(فقیرانہ آئے صدا کر چلے......میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے)

(ام کلثوم، عبدالمجید سادوی۔سادو گورائیہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے، یقین سے نہیں کیونکہ غائب تو اللہ جانتا ہے۔(جو ہو ذوق یقیں پیدا تو......) پہلی بار تحریر لکھی، اس میں آپ نے تو کہہ دیا پیوستہ رہ روضہ سے...... امید اشاعت رکھ......ناکافی دیکھ کر دکھ تو ہوا پھر نام دیکھ کر خوشی بھی ہوئی، اب کی بار میرا نام تحریر کے ساتھ رسالے پر لکھا جائے۔ میں نے آپ سے سوال پوچھا تھا لیکن آپ نے جواب دینا گوارہ نہیں کیا۔

میں نے پوچھا تھا خواب کی تعبیر دینے کا مقصد کیا ہے؟ میں یہ جانتی ہوں کہ خواب کی تعبیر تو انبیاء کرام بھی بتایا کرتے تھے لیکن اس وقت ایسے بے فضول خواب نہیں ہوا کرتے تھے۔(یہ سلسلہ روضۃ الاطفال میں کب شروع کیا گیا تھا......؟)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جب تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، لہٰذا اس پر اللہ کی تعریف کرے اور اس کو بیان کرے اور اگر برا خواب دیکھے تو یہ شیطان کی طرف سے ہے، اسے چاہئے کہ اس خواب کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور کسی کے سامنے اسے بیان نہ کرے تو برا خواب اسے نقصان نہ دے گا۔(ترمذی)

(نامعلوم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔شمارہ نمبر 152 ملا تو اپنا نام دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور آپ ایڈیٹر بھیا کے لیے دل سے ڈھیروں دعائیں نکلیں۔

بھائی جان! میرے اس خط کو ردی کی ٹوکری کے حوالے نہ کرنا، خدا کرے کہ ردی کی ٹوکری پہلے ہی بھری پڑی ہو اور زیادہ کھانے کی اس میں ہمت ہی نہ ہو (اس کی گنجائش آپ کی سوچ سے زیادہ ہے)۔ اگر میرے خط کو شائع نہ کیا تو ہم جماعۃ الدعوۃ کے ساتھ مل کر آپ کی مخالفت کریں گے۔(اف......یہ دھمکیاں)

اچھا جی! اب دیں اجازت اللہ آپ کو بخیر وعافیت سے رکھے اور روضۃ الاطفال دن بدن ترقی کی راہوں پہ چلتا جائے۔آمین

(اسامہ بن فاروق۔135/10R جدید تحصیل جہانیاں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا حال ہے بھائی جان! امید ہے آپ اور روضہ کی ٹیم کے سب احباب خیر وعافیت سے ہوں گے اور اللہ کے دین کی بلندی کے لیے سربکف (؟؟) ہوں گے اور میری تو اللہ سے دعا ہے کہ اللہ آپ لوگوں سے دین کا کام زیادہ سے زیادہ لے۔آمین

شمارہ نمبر 152 ملتے ہی چہرہ خوشی سے چمک اٹھا، جیسے گمشدہ چیز ملنے پر خوشی ہوتی ہے۔ بھائی جان کی نصیحت تو ہر بار بہت اچھی ہوتی ہے اور بہت سے قارئین عمل بھی کرتے ہیں۔

پیارے بچوں کے پیارے رسول ﷺ بہت عمدہ تحریر تھی اور بھئی عمدہ کیوں نہ ہوتی؟ کیونکہ اس میں رسول رحمت ﷺ کا اسوۂ جو تھا۔ واہ کیا بات ہے جلال

و جمال کی۔ اللہ اس طرح کا جمال ہمیں بھی عطا کریں اور دین حق اپنے پر لاگو کرنے کی توفیق دے۔ آمین

گلدستہ اپنے پھولوں سے خوشبوئیں بکھیرتے ہوئے پھولے نہیں سما رہا تھا۔ خطرناک گناہ اعمال کا محاسبہ کرنے کے لیے کافی اچھی تحریر تھی اور تو کیا جناب سیالکوٹ والے اپنے شہر کی تعریف سن کر بہت خوش ہوں گے۔

آخر میں ایک بات کی طرف اشارہ کرتا ہوں ''اللہ بہت بڑا ہے'' بہت کی جگہ سب سے بڑا کیسا رہے گا۔ (بالکل ٹھیک رہے گا۔ اصلاح کے لیے جزاک اللہ) کیونکہ کوئی بڑی سے بڑی شخصیت یا چیز ہو' اس کی حد ہوتی ہے اور اللہ کی ذات گرامی کی حد کوئی نہیں جان سکتا کہ وہ ذات کتنی بڑی ہے' کیسی ہے اور کتنی صفات اور کمالات ہیں' اس میں۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ ہم سب کو اپنے دین کی سمجھ عطا فرمائے اور دین کی سربلندی کے لیے چن لے۔ آمین

(حافظ عمر امین۔ پنڈ شہیداں گوندلانوالہ)

...... ✦ ...... ✦ ✦

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم ایک بار مزید تشریف کی پٹاری سمیت محفل میں رونق افروز ہو رہے ہیں۔ (لیکن پٹاری سے کیا سانپ اکٹھے کرنے ہیں؟؟) امید ہے خوش آمدید بولا جائے گا اور کھلی باچھوں اور کشادہ پیشانی کے ساتھ استقبال ہوگا۔ (اھلاً وسھلاً ومرحباً)

ننھے منے مجاہدوں کا یہ پھولوں بھرا باغ بہت حسین ہے جس کی ہم ہر پندرہ روز بعد سیر کرتے ہیں اور اس کے خوشبودار پھولوں سے مسحور اور رسیلے پھلوں کا ذائقہ چکھتے ہیں۔

اس پیارے میگزین کی اپنی الگ پہچان ہے اور اس کی مثال ستاروں کے جھرمٹ میں سورج کی ہے جو کسی سے روشنی لینے کے بجائے خود روشنی کا منبع ہوتا ہے۔ بہرکیف اب میرے خط کو ٹوکری کی پہنچ سے دور رکھئے گا۔ مہربانی

(جمیلا شوکت۔ گوجرہ اڈا منوگی بنٹھلہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے ہمارا سلام قبول ہو۔ سدا خوش رہیں' زندگی طویل ہو' ایک شعر آپ کو ارسال کرتے ہیں اس شعر کو ضرور شائع کیجیے گا۔ برائے کرم ٹوکری کے منہ میں نہ دیجیے گا۔

ہم آپ کے لیے بے حد مشکور ہوں گے
آپ کے حق میں دعا گو ضرور ہوں گے

شمارہ نمبر 152 ہاتھ لگا تو پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ شروع شروع جب روضۃ الاطفال آیا کرتا تھا تب ایک دو گھر کے علاوہ اور کوئی نہیں پڑھتا تھا' اس کو پھیلانے اور پڑھنے کا بہت سے لوگوں کو اس کا شوق دلایا۔ بہت سے لوگ اب اس روضہ کے قاری بن چکے ہیں۔ ہمارے پاس شمارہ نمبر 1 سے لے کر اب تک جو آرہے ہیں' سب موجود ہیں' اب قاری سے ہم لکھاری بن چکے ہیں۔ اللہ اس روضہ کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

(امۃ الرقیب۔ سادو گورائیہ)

ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادھم ؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا: اے ابواسحاق! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا۔ مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جو دل پر اثر کرے اور میں گناہوں سے باز آجاؤں۔

آپ نے فرمایا: اگر تم پانچ باتیں قبول کرلو اور ان پر ثابت قدم رہو تو پھر نہ تمہیں کوئی گناہ نقصان پہنچا سکے گا اور نہ کوئی دنیوی لذت تمہیں ہلاک کرسکے گی۔

اس نے پوچھا: ابواسحاق! وہ پانچ باتیں کون سی ہیں؟

آپ نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا چاہتے ہو تو پھر اس کا رزق نہ کھاؤ۔ اس نے کہا: پھر کیا کھاؤں؟ زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ سارا اسی کا رزق ہے۔

آپ نے فرمایا: پھر تم ہی بتاؤ کیا یہ اچھی بات ہے کہ اس کا رزق بھی کھاؤ اور اس کی نافرمانی بھی کرو؟

اس نے جواب دیا: نہیں یہ تو کوئی اچھی بات نہیں۔ اب آپ دوسری بات فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: اگر تم اس کی نافرمانی کرنا چاہو تو پھر اس کے علاقے میں نہ رہو۔

اس نے جواب دیا: یہ تو پہلی سے بھی زیادہ مشکل بات ہے۔ مشرق ومغرب اور ان کے درمیان کا سارا علاقہ اسی کا ہے تو پھر میں کہاں رہ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: کیا یہ اچھی بات ہے کہ اس کا رزق بھی کھاؤ' اسی کے علاقے میں رہو اور پھر اس کی نافرمانی بھی کرو؟ اس نے کہا: تیسری بات فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: اس کا رزق کھانے اور اس کے علاقے میں رہنے کے باوجود اس کی نافرمانی کرنا چاہو تو ایسی جگہ کرو جہاں وہ تمہیں نہ دیکھے۔ اس نے جواب دیا۔ ابراہیم! یہ کیسے ممکن ہے' وہ تو تمام خفیہ اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے' اس سے کوئی انسان کس طرح چھپ سکتا ہے؟

آپ نے فرمایا: کیا یہ اچھی بات ہے کہ رزق بھی اس کا کھاؤ' رہو بھی اس کے علاقے میں اور جب نافرمانی کرو تو وہ تمہیں دیکھ بھی رہا ہو؟ اس نے کہا: نہیں یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ اب چوتھی بات بیان فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: جب تمہاری روح قبض کرنے کے لیے ملک الموت تمہارے پاس آئے تو اس سے یہ کہو کہ مجھے تھوڑی سی مہلت دے دو تاکہ میں سچی توبہ کرلوں اور کچھ نیک عمل کرلوں تو کیا وہ تمہیں مہلت دے گا؟

اس نے جواب دیا: ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا: جب تمہیں اس بات کی قدرت نہیں ہے کہ ملک الموت کو ٹال کر توبہ کرلو اور تم خوب جانتے ہو کہ آئی ہوئی موت کو ہرگز ٹالا نہیں جاسکتا تو پھر نجات کیسے ممکن ہے؟ اس نے کہا: پانچویں بات ارشاد فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: جب قیامت کے دن دوزخ کے فرشتے تمہارے پاس آئیں گے تاکہ گھسیٹ کر تمہیں دوزخ میں لے جائیں تو کیا تم ان کے ساتھ جانے سے انکار کرسکو گے؟

اس نے جواب دیا نہیں۔ وہ مجھے نہیں چھوڑیں گے۔ میری کوئی معذرت قبول نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا: پھر نجات کی امید کیسے کرسکتے ہو؟

اس نے کہا: ابراہیم! بس یہ وعظ ونصیحت میرے لیے کافی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور صدق دل سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ پھر اس نے آپ کی صحبت ورفاقت کو اختیار کرلیا اور باقی ساری زندگی آپ کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بسر کی۔ حتیٰ کہ موت ہی نے دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا۔

(بحوالہ: کتاب التوابین الابن قدامۃ المقدس' ص: 288,287)

(انتخاب: میمونہ عظمت اخت عبدالحنان۔ جہلم)

زیتون

زیتون کا پھل اپنی غذائیت سے بھرپور مگر ذائقے میں کسیلا ہوتا ہے۔ اس لیے یہ پھل کے طور پر کھانے میں زیادہ مقبول نہیں۔ اس کی افادیت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ہے۔

زیتون کا درخت عراق، سپین، اٹلی، فرانس، ایشیائے کوچک، فلسطین، الجزائر، تیونس، شمالی افریقہ، امریکہ (کیلی فورنیا)، میکسیکو، پیرو اور آسٹریلیا کے جنوبی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل اس کا تیل بلوچستان سے بھی ڈبوں میں بند برآمد کیا گیا ہے۔

زیتون کا درخت تاریخی طور پر قدیم ترین ہے۔ طوفان نوح علیہ السلام کے بعد جو چیز سب سے پہلے کرہ ارض پر نمودار ہوئی وہ زیتون کا درخت ہی تھا۔ یہ درخت تقریباً تین میٹر لمبا اور چمکدار پتوں کے ساتھ ہوتا ہے اور اس پر بیر کا ہم شکل پھل لگتا ہے۔ جس کا رنگ اودھا جامنی ہوتا ہے۔ یہ غذا اور دوا دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ انسان کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں۔ عمدہ تیل، ہلکا سبز یا سنہری ہوتا ہے۔ یہ تیل حیوانی چربی، گھی اور مکھن کے مقابلے میں بہترین غذائیت کا حامل ہے۔ یہ انسانی جسم میں چربی کی صورت نہیں اختیار کرتا۔ اس کا استعمال موٹاپے اور دل کے عوارض سے مکمل نجات دیتا ہے۔ یہ تیل آنتوں کی توانائی بحال کرتا ہے۔ یہ معدے کے کیڑوں کو خارج کرتا ہے۔ آنتوں کی راہ بلغم کا اخراج کرتا ہے۔ گردے مثانے اور جگر کی پتھریوں کو ریزہ ریزہ کرتا ہے، اسے تنہا کھانا یا گرم پانی میں ملا کر پینا قلنج اور مروڑ کو سکون بخشتا ہے۔ زیتون کا تیل بالوں کو لمبا اور گھنا بناتا ہے اور بالوں کو گرنے اور جلد سفید ہونے سے روکتا ہے۔

(جمیلا شوکت۔ موڑگی بنگلہ۔ گوجرہ)